حضرت امیر شریعت رحمتہ اللہ علیہ سے ایک یادگار ملاقات

مولانا عبدالکریم مدظلہ (مدرسہ نجم المدارس کلاچی)

ملتان میں وفاق المدارس کا کوئی اجلاس تھا۔ سیدی حضرت مولانا شمس الحق افغانیؒ (سابق مدرس دارالعلوم دیوبند اور کامیاب جانشین حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری دارالعلوم ڈابھیل) حضرت مولانا محمد یوسف بنوری بانی مدرسہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیع سرگودھوی بانی مدرسہ سراج العلوم سرگودھا جیسے اکابر نے چاہا کہ اجلاس سے فارغ ہو کر وہ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی ملاقات کے لیے ان کے ہاں جائیں۔ احقر نے سنا تو حضرت شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت کے لیے ان کے قدموں میں چلا۔

اسی مجلس میں حضرت شاہ صاحب نے فرمایا: بزرگو! آیت کریمہ **لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم** کی تلاوت کرتے ہوئے خیال آتا ہے کہ کیا ابوجہل بھی اسی انسان کا کوئی فرد ہو سکتا ہے؟ فرمایا: ''میں سمجھتا ہوں کہ غالباً اس انسان کا مصداق ایک ہی فرد فرید یعنی سیدالانبیاء والمرسلین خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہو سکتے ہیں''۔ جہاں تک یاد ہے۔ مذکورہ اکابر نے اس بات کو خاموشی سے سنا۔ مگر **نغمةً فی الطنبور علی رغم الادب** طالب علمانہ شبہ کے طور پر احقر نے عرض کیا۔ حضرت پھر **ثم رددناہ اسفل السافلین** میں ردد نا ہ کی ضمیر کا کیا بنے گا۔ حضرت نے فرمایا: ''عزیز بھائی وہ تو مختصر المعانی نے ہم کو بتلایا کہ استخدام کی بھی ایک صورت قابل صد قبول ہے۔''

استخدام کا مطلب بھی قارئین ''نقیبِ ختم نبوت'' کی خاطر عرض کر دوں۔ یہ ہے کہ ایک ہی لفظ کے افراد میں سے کسی جگہ کوئی فرد مراد ہو اور دوسری جگہ اسی لفظ یا اس کی طرف راجع ہونے والے ضمیر سے دوسرا فرد، جس کی مثالیں بھی مختصر المعانی نے بیان کی ہیں۔ یعنی اس سے کلام کی فصاحت اور بلاغت پر کچھ بھی اثر نہیں پڑتا۔

ایک صاحب نے سنایا، راوی یاد نہیں۔ غالباً وہ مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور کا کوئی طالب علم تھا۔ اس نے کہا میں نے ایک دن سنا کہ حضرت شاہ صاحب بخاری آج تھانہ بھون تشریف لے جا رہے ہیں۔ وہ کہتا ہے مجھے تعجب ہوا اور وہ اس لیے کہ ان دنوں جمعیت علماء ہند، مجلس احرار اور دوسری سیاسی جماعتیں مسلم لیگ کی مخالفت کر رہی تھیں اور حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کو ان سے اتفاق نہیں تھا۔ اس نے کہا کہ میں اسی دن تھانہ بھون چلا گیا تاکہ ان حضرات کی ملاقات کا منظر دیکھوں۔

اس کا بیان ہے کہ وہاں جا کر معلوم ہوا کہ یہاں تو ایک عجیب قصہ پیش آیا اور وہ یہ کہ حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ جب اپنی عادت مستمرہ کے مطابق تقریباً دن کے گیارہ بجے گھر جانے لگے تو دو چار قدم چل کر واپس آ کر اپنی نشست پر بیٹھ گئے۔ دو چار منٹ کے بعد پھر اٹھے، جانے لگے مگر پہلے کی طرح پھر واپس ہوئے بیٹھے اور پھر دولت خانہ جانے لگے۔ دو چار قدم جانے کے

بعد اپنے مدرسہ کے درجہ حفظ کے استاد صاحب سے سامنا ہوا تو فرمانے لگے حافظ صاحب عجیب بات ہے گھر جانے کا وقت ہے۔ جانا چاہتا ہوں تو طبیعت رک جاتی ہے۔ معلوم نہیں کیا بات ہے۔ راوی کے مطابق حافظ صاحب نے برجستہ کہا کہ حضرت ہوسکتا ہے کہ کوئی اہم شخصیت آپ کی زیارت کے لیے آ رہی ہو۔ حافظ صاحب نے کہا کہ حضرت اسی جگہ بیٹھ گئے۔ جہاں یہ بات چیت ہوئی۔ تھوڑی دیر گزری تو ایک بزرگ صورت شخص ہاتھ میں کچھ میوہ لیے ہوئے بالکل اکیلے ظاہر ہوئے، آئے اور علیک سلیک کے بعد حضرت سے مصافحہ کیا۔ حضرت نے دریافت فرمایا۔ کون ہیں، کہاں سے آئے اور نام کیا ہے؟ انھوں نے کہا کہ سہارن پور سے آیا ہوں۔ نام عطاء اللہ ہے۔ حضرت نے گھور کر ان کے چہرے پر نظر ڈالی اور فرمایا کیا مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری۔ انھوں نے فرمایا جی ہاں۔ حضرت نے فرمایا نام پورا بتلانا چاہیے تا کہ پہچان ہو جاتی۔ شاہ صاحب نے کہا حضرت اپنی زبان سے میاں مٹھو بننا مشکل ہوا۔ (خیال یہ ہے کہ یہ روایت بالمعنی ہے بالالفاظ نہیں۔ کیونکہ بہت عرصہ پہلے کی بات ہے)

حضرت نے فرمایا: اچھا اب تو میں پروگرام کے مطابق گھر جا رہا ہوں، کھانا بھجواتا ہوں۔ اسے تناول کر کے آرام کریں۔ ظہر کے بعد ان شاء اللہ مجلس ہوگی۔ حضرت شاہ صاحب نے ہدیہ پیش کیا تو حضرت تھانوی نے فرمایا مجھے اپنے مرشد کی نصیحت ہے کہ پہلی ملاقات میں کسی کا ہدیہ قبول نہ کریں۔ شاہ صاحب نے کہا حضرت مجھے بھی اپنے والد صاحب کی نصیحت ہے کہ کسی بزرگ کی زیارت کرنے جائیں تو کچھ نہ کچھ ہدیہ لے کر جاتے رہیں۔ میں ان کی نصیحت پر عمل کرنا چاہتا ہوں۔ بہرصورت اس وقت تو حضرت نے ہدیہ وصول نہیں کیا۔ راوی کے مطابق ظہر کی مجلس میں پہلا مسئلہ یہی پیش ہوا کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہدیہ پیش کرتے رہے اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خواہش یہی تھی کہ حضرت شاہ صاحب اس پر اصرار نہ کریں۔ بقول راوی: آخر میں حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ ایک صورت سے قبول کرلوں گا اور وہ یہ کہ آپ یہ کہہ دیں کہ میں مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری آپ کو حکم دیتا ہوں کہ یہ ہدیہ قبول کرلیں۔ ایسی صورت میں، میں معذور سمجھا جاسکتا ہوں۔ کہ عالم ہے سید ہے اور مہمان ہے اور حکم کر رہے ہیں تو ایسی صورت میں اکرام ضیف کی یہی صورت ہے۔ اس کے بعد ان اکابر کے درمیان کسی خاص مسئلہ پر کوئی گفتگو ہوئی یا نہیں۔ بظاہر حضرت شاہ صاحب حضرت حکیم الامت تھانوی کی صرف ملاقات اور دست بوسی کے لیے ہی غالباً تشریف لائے ہوں گے۔

ایک اور واقعہ بھی پیش خدمت ہے۔ سنا ہے کہ ۱۹۴۶ء میں حضرت شاہ صاحبؒ کی تقریر دہلی میں ہونے والی تھی۔ لال قلعہ اور شاہی مسجد کے درمیان ایک بہت بڑا وسیع میدان ہے۔ جس میں لاکھوں کا اجتماع تھا۔ ۱۲ر بجے رات سے صبح چار بجے تک تقریر میں پورا مجمع پورے سکون سے رہا۔ ابتداء میں حسبِ عادت حضرتؒ نے درود شریف پڑھنے کو فرمایا پھر خلافِ عادت بار بار یہی فرماتے رہے۔ درود شریف پڑھو۔ درود شریف پڑھو۔ کئی مرتبہ یہی ورد کرایا اور لوگ درود شریف پڑھتے رہے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ اس کی توجیہہ یہیں کردوں اور وہ یہ کہ صبح تمام اخبارات کی شہ سرخیاں یہ ہوں گی کہ رات کا مجمع اتنا بڑا تھا کہ دہلی کی تاریخ میں اپنی نوعیت کا بڑا عوامی جلسہ تھا۔ مگر مسلمانوں کی تعداد کچھ زیادہ نہیں تھی۔ بتلانا یہی چاہتا تھا کہ زمین سے آسمان تک درود شریف کی یہ مبارک آواز پہنچانے والے کون تھے؟